جمالِ مسعود

مولانا محمود علی مسعودی

انصار اکیڈمی کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء

اشاعت بموقع چھٹا عرس مبارک پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء

جمالِ مسعود

مولانا محمود علی مسعودی

مرتبہ

اقبال احمد اختر القادری

ناشر

انصار اکیڈمی

جامعہ غوثیہ قادریہ، جامع مسجد گیلان آباد، کھوکھرا پار، ملیر، کراچی

(۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء......اسلامی جمہوریہ پاکستان)

نام .... جمالِ مسعود

مصنف .... مولانا محمود علی مسعودی

مرتب .... اقبال احمد اختر القادری

سنہ اشاعت ۱۴۳۵ھ/فروری ۲۰۱۴ء

طباعت .... اول، ایک ہزار

اشاعت ثانی .... دوم، ایک ہزار، مارچ ۲۰۱۴ء

مطبع .... الرضا پبلی کیشنز کراچی 0300-2393848

حروف ساز .... اویس انصاری، کراچی

ہدیہ .... دعائے خیر بحقِ ناشر

ناشر .... انصار اکیڈمی، کراچی

ملنے کے پتے

۱۔ انصار اکیڈمی : جامعہ غوثیہ قادریہ جامع مسجد گیلان آباد، کھوکھرا پار، ملیر، کراچی۔

۲۔ ادارۂ مسعودیہ : 5-E،6/2 ناظم آباد، کراچی۔

۳۔ دارالمطالعہ مسعودیہ: پلاٹ نمبر ۲۶ شیٹ نمبر ۴ نزد عباس مارکیٹ/ لاوش شادی لان ماڈل کالونی، کراچی

۴۔ اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ: رضا لائبریری، L-318، سیکٹر 5-B-2، نارتھ کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ؕ (سورۂ کہف: ۱۷)

''اور اے محبوب تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے دہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے''۔

الحمد للہ! رب العالمین کے فضل و کرم سے فقیر نے گزشتہ برس اللہ کے مقرب و محبوب بندوں یعنی حضرات اولیاء کے احوال اور ان پر ہونے والی اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات میں سے ایک جز (کرامات) کا مفصل انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بعنوان ''کمالِ مسعود'' تحریر کیا تھا، اب اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اولاً قرآن وحدیث اور بعد میں مرشد کریم حضور مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے وارد ہونے والی کرامات کے حوالے سے بعض احباب کے مشاہدات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اہل ایمان کو حضرات اولیاء اللہ سے

وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......لفظ ولی کی لغوی تحقیق......☆

ولی کیا ہے؟ اس کی دو صورتیں ہیں...... پہلی یہ کہ یہ علیم اور قدیر کی طرح فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اس صورت میں اسکا معنی ہوگا ایسی ذات جس کی طاعات مسلسل رہے اور معصیت و گناہ اس کی طاعات میں خلل نہ ڈالیں۔ دوسری صورت یہ کہ قتیل اور جریع کی طرح فعیل کے وزن پر ہو مگر معنی مفعول کا دے جس طرح قتیل و جریع بمعنی مقتول و مجروع ہیں اس صورت میں معنی ہوگا جس کی حفاظت و نگرانی ہر قسم کے معاصی سے مسلسل اللہ کریم فرمائے اور اسے ہمیشہ طاعات کی توفیق سے نوازے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک سے لفظ 'ولی' کے مآخذ نقل فرماتے ہیں:

۱) اللّٰہ ولی الذین امنوا......(البقرہ: ۲۵۷)
''اللہ ایمان والوں کا ولی ہے''۔

۲) انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین......(البقرہ: ۲۸۶)
''تو ہمارا کارساز ہے ہمیں قوم کفار پر فتح عطا فرما''۔

۳) انماولیکم اللّٰہ ورسولہ......(المائدہ: ۵۵)
''تمہارا ولی صرف اللہ اور اس کا رسول ہے''۔

۴) وھو یتولی الصلحین......(الاعراف: ۱۹۷)
''وہ نیک لوگوں کا دوست اور ولی ہے''۔

۵) ذلک بان اللّٰہ مولی الذین امنو او ان الکفرین لامولی لھم (سورہ محمد: ۱۱)
''یہ اس لیے اللہ ایمان والوں کا مولیٰ ہے اور کافروں کا تو کوئی مولیٰ نہیں''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

❀❀

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ط مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ج وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ط (سورۂ کہف: ١٧)

''اور اے محبوب تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے دہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے''۔

الحمد للہ! رب العالمین کے فضل و کرم سے فقیر نے گزشتہ برس اللہ کے مقرب و محبوب بندوں یعنی حضرات اولیاء کے احوال اور ان پر ہونے والی اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات میں سے ایک جز (کرامات) کا مفصل انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بعنوان ''کمال مسعود'' تحریر کیا تھا، اب اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اولاً قرآن وحدیث اور بعد میں مرشد کریم حضور مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے وارد ہونے والی کرامات کے حوالے سے بعض احباب کے مشاہدات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اہل ایمان کو حضرات اولیاء اللہ سے

وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......لفظ ولی کی لغوی تحقیق......☆

ولی کیا ہے؟ اس کی دو صورتیں ہیں ......پہلی یہ کہ یہ علیم اور قدیر کی طرح فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اس صورت میں اسکا معنی ہوگا ایسی ذات جس کی طاعات مسلسل رہے اور معصیت وگناہ اس کی طاعات میں خلل نہ ڈالیں۔ دوسری صورت یہ کہ قتیل اور جریح کی طرح فعیل کے وزن پر ہو مگر معنی مفعول کا دے جس طرح قتیل وجریح بمعنی مقتول ومجروح ہیں اس صورت میں معنی ہوگا جس کی حفاظت ونگرانی ہر قسم کے معاصی سے مسلسل اللہ کریم فرمائے اور اسے ہمیشہ طاعات کی توفیق سے نوازے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک سے لفظ 'ولی' کے مآخذ نقل فرماتے ہیں:

١) اللہ ولی الذین امنوا......(البقرہ:٢٥٧)

''اللہ ایمان والوں کا ولی ہے''۔

٢) انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین......(البقرہ:٢٨٦)

''تو ہمارا کارساز ہے ہمیں قوم کفار پر فتح عطا فرما''۔

٣) انماو لیکم اللہ ورسولہ......(المائدہ:٥٥)

''تمہارا ولی صرف اللہ اور اس کا رسول ہے''۔

٤) وھو یتولی الصلحین......(الاعراف:١٩٦)

''وہ نیک لوگوں کا دوست اور ولی ہے''۔

٥) ذلک بان اللہ مولی الذین امنو او ان الکفرین لا مولی لھم (سورہ محمد:١١)

''یہ اس لیے اللہ ایمان والوں کا مولیٰ ہے اور کافروں کا تو کوئی مولیٰ نہیں''

یعنی ولی لغت میں قریب کو کہتے ہیں، جب بندہ کثرت طاعات اور کثرت اخلاص کی وجہ سے حضرت خداوند کریم کے قریب ہوتا ہے اور اللہ اپنی رحمت، فضل اور احسان سے اپنے بندے کے قریب آجاتا ہے تو یہ دونوں قرب مل کر ولایت کا خمیر اُٹھاتے ہے، جب کسی بندے کو ولایت کے خمیر سے آراستہ کردیا جاتا ہے تو وہ حکم خداوندی کا پیکر بن جاتا ہے اور قرآن کے اس حکم کے مطابق خود کو ڈھال لیتا ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا: **لعلکم تتقون** ''اور تقویٰ اختیار کرو''۔ پھر وہ تقوی اور پرہیزگاری کا پیکر بن جاتا ہے۔

☆......تقوی کیا ہے؟......☆

لفظ تقوی ایک ایسا ذی شان کلمہ ہے جو تمام امور کا منبع اور جامع ہے۔ حدیث پاک ہے ایک شخص حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا، عرض کیا، مجھے وصیت فرمائیں، فرمایا:

علیک بتقوی اللّٰہ فانہا جماع کل خیر

''یعنی تم تقوئی لازم کرلو یہ تمام بھلائیوں کی جمع ہے''

(مجمع الزوائد: ۴/ ۲۱۸، مسند امام احمد: ۳/ ۸۲، ابو یعلی: ۱/ ۴۳۲)

ایک اور مقام پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو مشتبہات میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو مخصوص چراگاہ پر اردگرد جانوروں کو چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ جانور اس میں داخل ہوجائیں، جان لو کہ ہر بادشاہ کی مخصوص چراگاہ ہوتی ہے (جس میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی) خبردار اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں''۔ (بخاری: ۱/ ۱۳)

معلوم ہوا کہ انسان کو شبہ والی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے اور نفس کی عدم اطاعت کے ذریعے خود کو اللہ کی نافرمانی سے بچانا چاہیے۔ آداب شریعت کی حفاظت کرنا، ہر وہ کام جو انسان کو اللہ سے دور کردے اس سے خود کو بچانا، ممنوعات سے بچنا اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کبھی کسی کو نہ دیکھنا، خود کو کسی سے بہتر نہ سمجھنا ماسوائے اللہ اور رسول ﷺ کے، رسول اللہ ﷺ کی قول و فعل میں پیروی کرنا تقوی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''معصیت پر اصرار نہ کرنا اور عبادت پر مغرور نہ ہونا تقوی ہے''۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

''ورع و تقوی کا مدنظر رکھنا اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد اور دین کی نہایت اہم ضروریات میں سے ہے اور یہ جزو جس کا مدار حرام چیزوں سے بچنے پر ہے، کامل طور پر اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ فضول (غیر ضروری) مباحات سے پرہیز کیا جائے''۔

(مکتوبات شریف، دفتر: اول، مکتوب: ۷۶)

اہل طریقت نے تقوی کی چار اقسام بیان کی ہیں:

۱) عوام کا تقوی......یہ ہے کہ وہ شرک سے اجتناب کریں۔

۲) خواص کا تقوی......یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی نافرمانی سے احتراز کریں۔

۳) اولیاء کا تقوی......یہ ہے کہ وہ اپنے افعال کو وسیلہ بنانے سے پرہیز کریں۔

۴) انبیاء کا تقوی......یہ ہے کہ وہ افعال کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے اس لیے کہ ان کا تقوی حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے وہ ہر چیز سے دامن بچا کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ (رسالہ قشیریہ)

یعنی ولی لغت میں قریب کو کہتے ہیں، جب بندہ کثرت طاعات اور کثرت اخلاص کی وجہ سے حضرت خداوند کریم کے قریب ہوتا ہے اور اللہ اپنی رحمت، فضل اور احسان سے اپنے بندے کے قریب آجاتا ہے تو یہ دونوں قرب مل کر ولایت کا خمیر اُٹھاتے ہے، جب کسی بندے کو ولایت کے خمیر سے آراستہ کر دیا جاتا ہے تو وہ حکم خداوندی کا پیکر بن جاتا ہے اور قرآن کے اس حکم کے مطابق خود کو ڈھال لیتا ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا: لعلکم تتقون ''اور تقویٰ اختیار کرو''۔ پھر وہ تقوٰی اور پرہیز گاری کا پیکر بن جاتا ہے۔

☆......تقوٰی کیا ہے ؟......☆

لفظ تقوٰی ایک ایسا ذی شان کلمہ ہے جو تمام امور کا منبع اور جامع ہے۔ حدیث پاک ہے ایک شخص حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا، عرض کیا، مجھے وصیت فرمائیں، فرمایا:

علیک بتقوی اللہ فانھا جماع کل خیر

''یعنی تم تقوٰی لازم کرلو یہ تمام بھلائیوں کی جمع ہے''

(مجمع الزوائد: ۴/۲۱۸، مسند امام احمد: ۳/۸۲، ابو یعلی: ۱/۲۳۲)

ایک اور مقام پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو مشتبہات میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو مخصوص چراگاہ پر اردگرد جانوروں کو چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ جانور اس میں داخل ہو جائیں، جان لو کہ ہر بادشاہ کی مخصوص چراگاہ ہوتی ہے (جس میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی) خبردار اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں''۔ (بخاری: ۱/۱۳)

معلوم ہوا کہ انسان کو شبہ والی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے اور نفس کی عدم اطاعت کے ذریعے خود کو اللہ کی نافرمانی سے بچانا چاہیے۔ آداب شریعت کی حفاظت کرنا، ہر وہ کام جو انسان کو اللہ سے دور کردے اس سے خود کو بچانا، ممنوعات سے بچنا اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کبھی کسی کو نہ دیکھنا، خود کو کسی سے بہتر نہ سمجھنا ماسوائے اللہ اور رسول ﷺ کے، رسول اللہ ﷺ کی قول و فعل میں پیروی کرنا تقوٰی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''معصیت پر اصرار نہ کرنا اور عبادت پر مغرور نہ ہونا تقوٰی ہے''۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

''ورع و تقوٰی کا مد نظر رکھنا اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد اور دین کی نہایت اہم ضروریات میں سے ہے اور یہ جزو جس کا مدار حرام چیزوں سے بچنے پر ہے، کامل طور پر اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ فضول (غیر ضروری) مباحات سے پرہیز کیا جائے''۔

(مکتوبات شریف، دفتر: اول، مکتوب: ۷۶)

اہل طریقت نے تقوٰی کی چار اقسام بیان کی ہیں:

۱) عوام کا تقوٰی ......یہ ہے کہ وہ شرک سے اجتناب کریں۔

۲) خواص کا تقوٰی ......یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی نافرمانی سے احتراز کریں۔

۳) اولیاء کا تقوٰی ......یہ ہے کہ وہ اپنے افعال کو وسیلہ بنانے سے پرہیز کریں۔

۴) انبیاء کا تقوٰی ......یہ ہے کہ وہ افعال کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے اس لیے کہ ان کا تقوٰی حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے وہ ہر چیز سے دامن بچا کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ (رسالہ قشیریہ)

اس مختصر رسالے میں عدم گنجائش کے سبب اختصار کے لیے اہل تقوٰی اور پرہیزگار لوگوں کے افعال پر قرآنی آیات کے صرف حوالے واشارے پیش کیے جاتے ہیں تا کہ جسے دیکھنا ہو، دیکھ لے اور ہماری بات بھی مکمل ہو جائے۔

۱.....قرآن کریم،سورہ الفرقان/۶۳
۲.....سورہ الفرقان/۶۴
۳.....سورہ السجدہ/۱۶
۴.....سورہ الفرقان/۶۶،۶۵
۵.....سورہ المومنون/۶۰
۶.....سورہ الفرقان/۶۷
۷.....سورہ الاسرا/۲۹
۸.....سورہ الفرقان/۶۸
۹.....سورہ الفرقان/۷
۱۰.....سورہ الفرقان/۷۲
۱۱.....سورہ القصص/۵۵
۱۲.....سورہ الفرقان/۷۳
۱۳.....سورہ الفرقان/۷۴
۱۴.....سورہ ال عمران/۱۷،۱۶
۱۵.....سورہ البقرہ/۳
۱۶.....سورہ البقرہ/۹
۱۷.....سورہ التوبہ/۱۱۲

قرآن واحادیث اوراقوال سے یہ بات ثابت ہے کہ صاحب ایمان تقوٰی وطہارت کے پیکر ہوتے ہیں۔تقوٰی اور طہارت کے بغیر کوئی ولی نہیں ہوسکتا، ان صاحب تقوٰی کی ذات سے ایسے افعال وارد ہوتے ہیں جنہیں ہم مسلمان کرامات کہتے ہیں.....صاحب کرامات کو اس لیے کرامت عطا ہوتی ہے تا کہ وہ دربار خداوندی میں تواضع کا سرمایہ لے کر حاضری دے، اگر وہ کرامات کے اظہار کے بعد غرور وتکبر کے راستے پر چل پڑا تو وہ ذریعہ ہی جاتا رہا جس کے سہارے وہ کرامت تک پہنچتا ہے تو اگر اظہار کرامات اسے راہ وصال سے کاٹ دے تو یہ اظہار مردود ٹھہرے گا، اسی بناء پر حضور اکرم ﷺ نے اپنی ذات شریفہ کے مناقب وفضائل بیان فرمائے تو ہر بیان

کے بعد یہ ضرور فرمایا ''لا فخر'' (مجھے اس پر فخر نہیں) یہ سب میرے رب کا فضل ہے اسی لیے خرق عادات اور کرامات اولیاء کو ملتی ہیں کیونکہ انھوں نے اپنے نفس میں خارق عادات پیدا کر لی ہوتی ہیں وہ نفس کی طبیعت کے خلاف کام کرتے ہیں حتیٰ کہ مباح چیزوں سے بھی نفس کو دور رکھتے ہیں۔ شیطان نفس کے سامنے جن چیزوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے وہ اپنے نفس کو ان سے بھی دور رکھتے ہیں اور یہ سب رضائے خدا کے لیے ہو تو ان سے وہ کام ظہور پاتے ہیں جو خارق عادات ہوتے ہیں، دلوں کی بات سمجھنا، لوگوں کے احوال جاننا، وغیرہ انہی خارق عادات سے ہیں۔

ذیل میں کرامات اولیاء پر ائمہ وبزرگان دین کے اقوال کے حوالے پیش کیے جاتے ہیں:

۱.....سیدی عبد الغنی نابلسی ،الطریقۃ المحمدیہ
۲.....علامہ تفتازانی،شرح العقائد
۳.....علامہ دلجی ،مقاصد المقاصد
۴.....علامہ ابن ہمام، فتح القدیر
۵.....علامہ ابن حجر شافعی ، اپنے فتاوٰی میں
۶.....امام یافعی ،نشر المحاسن الغالیہ
۷.....امام قشیری، رسالہ قشیریہ
۸.....شیخ اکبر محی الدین ابن العربی ،مواقع النجوم ومطالع اہل الاسرار والعلوم
۹.....امام شعرانی ، الیواقیت والجواہر
۱۰.....شیخ محمد بن علی مخلی ،قصیدہ تا ۔۔

ان کے علاوہ امام الحرمین ابو بکر باقلانی، ابو بکر بن خورک، حجۃ الاسلام امام غزالی ، امام

فخر والدین رازی، ناصر الدین بیضاوی، محمد بن عبد المالک مکی، ناصر الدین طوسی، حافظ الدین شقی، امام اسفرا حضرت سہل بن عبد اللہ، امام سبکی، علامہ محمد یوسف نبھانی، امام احمد بن حنبل، حضرت شہاب الدین سہروردی، امام یافعی، حضرت ابن شبل، کے علاوہ مفسرین کرام نے بھی کرامات کے حق ہوتے پر دلائل دیے ہیں، مثلاً:

۱)......تفسیر قرطبی، جز:۱۰، جلد نمبر ۵، ص:۲۱۲

۲)......تفسیر روح البیان:۵/۱۰۵

۳)......تفسیر کبیر:۱۹/۱۴۲

۴)......تفسیر مظہری:۶/۲۴

تفاسیر کے علاوہ محدثین نے بھی شرح فرمائی ہے، مثلاً:

☆......صحیح البخاری، حدیث:۳۳۵

☆......مسلم، حدیث:۵۲۰

☆......سنن نسائی، حدیث:۴۳۲/۴۳۶

☆......سنن ابن ماجہ/۷۵۳

☆......صحیح البخاری، حدیث:۳۳۴۶

☆......مسلم، حدیث:۵۲۰

☆......سنن نسائی، حدیث:۴۹۰۴ ودیگر مقامات۔

اس مختصر سے رسالہ میں عدم گنجائش کے سبب صرف حوالے پیش کیے گئے ہیں۔ اب ہم شروع میں بیان کی گئی سورہ کہف کی آیت پر کچھ بات کرتے ہیں تاکہ ذہن اس بات پر مکمل متفق اور مطمئن رہے کہ کرامات اولیاء کا ذکر خود رب کائنات نے فرمایا ہے اور یہ رب کی سنت ہے۔

تفسیر مظہر القرآن میں مفتی اعظم حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ایک ظالم اور کافر بادشاہ نے کفر اور شرک کا بازار گرم کر رکھا تھا لہٰذا اس دور کے کچھ اولیاء اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر ایک غار میں پناہ لے لیتے ہیں تاکہ اس کافر اور ظالم بادشاہ سے دور رہ کر توحید پر قائم رہیں۔ یہ جب ممکن تھا کہ بادشاہ کے حواریوں کی نگاہ سے بچ کر رہیں لہٰذا جب وہ غار میں داخل ہوئے تو اللہ رب العزت نے ان کی برکت سے سورج کو حکم دیا کہ وہ اپنا راستہ بدل لے کیونکہ اگر اس غار پر دشمن کی نگاہ پڑی تو وہ تکلیف میں آجائیں گے۔ ان ولیوں کی وجہ سے سورج نے اپنا راستہ بدل لیا۔ جبکہ قرآن کہتا ہے:

وشمس تجھری لا مستقرلھا (سورہ یٰسین)

''سورج اپنے مقرر کردہ راستوں سے گزرتا ہے''۔

آگے فرمایا: **ذلک من آیت اللّٰہ** (سورہ یٰسین)

''یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے''۔

مگر یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ رب نے اپنے ولیوں کی وجہ سے جہاں سورج کے راستے کو بدل دیا وہیں یہ بھی فرمایا کہ اگر ولیوں کی حفاظت کی بات آجائے تو وہ اپنی نشانیوں کو بھی تبدیل کر دیتا ہے۔ وہ اپنے ولیوں پر بڑا کرم فرماتا ہے یہ بھی اصحاب کہف کی کرامت میں سے ہے جو رب نے انہیں عطا فرمائی۔ پھر اسی واقعہ میں ہے قرآن کہتا ہے کہ ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ یہ بات بھی کرامات اولیاء میں آتی ہے کہ اگر کتا ہو اور ولیوں کے ساتھ ہو تو اللہ رب العزت اس کا کتا ہونا نہیں دیکھتا بلکہ اس کتے کو بھی اپنے کلام کا حصہ بنا لیتا ہے چنانچہ جا بجا اسی سورۃ میں ان کے اس کتے کا ذکر

کیا گیا ہے۔

تفسیر مظہر القرآن میں مفتی اعظم ہند نے امام قرطبی سے نقل کیا ہے کہ اصحاب کہف نے اس کتے کو مار بھگایا مگر وہ کتا نہیں بھاگا۔ پھر وہ کتا اپنی دونوں پچھلی ٹانگوں پر ایک دعا کے انداز میں بیٹھ گیا۔ اس نے رب کائنات سے دعا کی مولا مجھے زبان دے میں تیرے ولیوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ رب العزت نے اسے زبان عطا کی۔ یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ کتے تو کتے ہی ہیں مگر کتے کو زبان عطا ہوئی۔ اسکا سبب کیا تھا! فقط یہ سبب تھا کہ وہ اولیاء کے قرب میں تھا۔ رب نے اسکا کتا ہونا نہیں دیکھا بلکہ اسے زبان عطا فرمائی، یہ بھی کرامت اولیاء کے سبب سے تھا۔

اس کتے نے کہا کہ اے اللہ کے ولیوں مجھے مارتے کیوں ہو، بھگاتے کیوں ہو۔ انھوں جواب دیا تو کتا ہے اور تیری خصلت ہے کہ تو بھونکتا ہے لہٰذا ہم تیرے بھونکنے کے سبب مشکل میں آجائیں گے۔ یہ بات سنئی تھی کہ کتے نے جواب دیا کہ میں کتا ضرور ہوں مگر اولیاء پر بھونکنے والا نہیں ہوں۔

یہاں یہ بات پتہ چلی کہ گلی کا کتا اولیاء کا ادب کرتا تھا، مگر آج بعض انسان کیسے ہو گئے جو اولیاء کے مقام کی بات آجائے تو اس کتے جتنا بھی اولیاء کا ادب نہیں کرتے، وہ کیسے انسان ہیں انہیں سوچنا چاہیے کہ اولیاء کی معیت میں کتا بھی آجائے تو وہبا ادب ہو جاتا ہے اور انسان اولیاء کی معیت سے دور ہوتو وہ کتے سے بھی بڑھ کر بے ادب ہو جاتا ہے!

ادب چاہیے تو اولیاء کی سنگت سے بڑھ کر کوئی صحبت نہیں۔ پھر قرآن کہتا ہے ۳۰۹ رسال تک کتا غار کے دہانے پر بیٹھا رہا۔ یہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ تین صدیوں میں اسے بھوک پیاس، سردی گرمی، بارش غرض یہ کہ تمام کیفیات جو دنیا میں

وارد ہوتی ہیں، ہوئی ہونگی۔ وہ کس طرح ان سے نبرد آزما ہوا ہوگا۔ وجہ صرف یہی سمجھ میں آتی ہے کہ کیونکہ وہ اولیاء کی سنگت میں تھا اور اولیاء کی معیت نے اسے ہر کیفیت سے بے نیاز کر رکھا تھا ورنہ تین دن کھانے اور پانی کے بغیر زندہ رہنا کسی بھی جاندار کے لیے ممکن نہیں مگر کیونکہ وہ اولیاء کی نگاہوں میں رہا لہٰذا ان کے قرب نے اسے ہر کیفیت سے بے نیاز کر دیا اور ۳۰۹ رسال زندہ رہا۔ یہ اصحاب کہف کی کرامت ہے۔

اس کی بابت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (جن کے بہت بڑے بڑے علمائے دیوبند مرید تھے) وہ اپنی کتاب 'شمائل امدادیہ' میں حضرت جنید بغدادی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ بغدادی جس گلی میں درس کے لیے جاتے وہاں آخری میں ایک کتا آکر بیٹھ جاتا اور جب آپ کی محفل ختم ہو جاتی تو وہ کتا بھی وہاں سے اُٹھ کر چلا جاتا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تحریر فرماتے ہیں کہ وقت گزرتا رہا، ایک دن حضرت جنید بغدادی نے یہ سوچ کر کہ ہے تو کتا مگر کس طرح ادب سے آکر بیٹھتا ہے۔ بس آپ کا توجہ کرنا تھا کہ اس کتے کا عالم یہ ہو گیا کہ جب وہ بغداد کی گلیوں میں چلتا تو کسی کتے کی مجال نہ ہوتی کہ اس سے آگے چلے بلکہ دس دس، بیس بیس کتے جماعت بنا کر اسکے گرد چلتے اور وہ کسی جگہ بیٹھ جاتا تو دوسرے کتے اس کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے، اور جب وہ ان کتوں میں موجود ہوتا، کوئی کتا بھونکتا نہیں تھا۔ حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر کتا ولیوں کی نگاہ میں آجاتا تو اسکا یہ مقام ہوتا ہے اگر بندہ کسی ولی کی نگاہ میں آجائے تو اس کا کیا مقام ہوگا!

دوستوں اس واقعہ سے یہ درس ملتا ہے کہ کرامات اولیاء سے جانور خالی نہیں رہتا تو انسان کس طرح سے مستفیض نا ہوگا۔

اسی طرح سورہ کہف میں ہی حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع بن نون کا

حضرت خضر کی تلاش میں جانا پھر ایک خاص مقام پر پہنچ کر ان کے پاس موجود پکی ہوئی تلی ہوئی مچھلی کا زندہ ہو کر دریا میں چلے جانا اور پھر آپ کا فرمانا وغیرہ، سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مرتبہ ولی کی کرامت صرف اسکی موجودگی کی وجہ سے بھی وارد ہوتی ہے خواہ وہ اسکا اظہار چاہے یا نا چاہے۔

پھر قرآن پاک میں جا بجا مقامات پر حضرت مریم کی زندگی کا مفصل بیان موجود ہے اور ان کی زندگی کا ہر واقعہ ایک کرامت ہے۔ آپکی پیدائش ہو، آپکی پرورش ہو، آپکی زندگی میں کھانا پینا، حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کی ولادت، آپ کا حاملہ ہونا، حمل کا وقت گزرنا اور پھر ایک دن حضرت عیسیٰ کا دنیا میں تشریف لے آنا یہ سب کرامات سے لبریز واقعات ہیں۔ یہاں تک کہ امام رازی فرماتے ہیں:

''ایک دن میں حضرت مریم کی نشو نما اتنی ہوتی جتنی عام بچوں کی
ایک سال میں ہوتی اور دین داری میں بھی انکی تربیت اچھی تھی
وہ بہت زیادہ نیک کام کرتی تھیں، پاکباز رہتیں اور عبادت میں
منہمک رہتی تھیں''۔ (تفسیر کبیر ۸/۳۸)

پھر آپکا فرشتے سے کلام کرنا، خشک ندی کا جاری ہونا، کھجور کے خشک تنے کا آپ کے ہاتھ سے لگنے سے تر ہو جانا، یہ سب آپ کی کرامات میں سے ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک میں اولیاء کرام کی کرامات کا تفصیل سے ذکر موجود ہے جن کے حوالے ہم اپنی پہلی کتاب ''کمالِ مسعودؒ'' میں پیش کر چکے ہیں۔

کرامات اولیاء کے قرآن و احادیث سے ثبوت کے بعد ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ موت سے کرامات کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ یہ سلسلہ اولیاء اللہ کی قبروں سے بھی جاری رہتا ہے۔ موت ان کی ولایت کو ختم نہیں کرتی بلکہ بعد از وصال بھی ولایت

سے متصف ہوتے ہیں اور کرامت ولایت کے ثمرات و متعلقات میں جب موصوف زندہ ہے تو اسکی صفات بھی قائم ہے۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

''اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی
طرف منتقل ہو جاتے ہیں''۔ (مرقاۃ: ۴/۲۴۱)

حضرت امام رازی نے اسے مرفوع حدیث قرار دیا۔ (تفسیر کبیر ۹/۹۲)

حضور غوث الاعظم فرماتے ہیں:

''انبیاء اور اولیاء اپنی قبروں میں اسی طرح نمازیں پڑھتے ہیں
جیسے وہ اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں'' (سر الاسرار، ص: ۱۰۴)

علامہ محمد الشوبری الشافعی فرماتے ہیں:

''اور اولیاء کی کرامات ان کی موت سے منقطع نہیں ہوتیں''۔ (شواہد الحق، ص: ۱۱۸)

اسی طرح دیگر مفسرین و ائمہ کے اقوال موجود ہیں۔ دوستوں کرامات اولیاء برحق ہیں جبھی تو اس عظیم انعام سے امت کے سب سے عظیم گروہ صحابہ کرام کو بھی نوازا گیا اور صحابہ کرام کی ذات سے بھی کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ ذیل میں چند صحابہ کرام کی ذات سے وارد ہونے والی کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تمام علماء اُمت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ صحابہ افضل الاولیاء ہیں یعنی قیامت تک کے تمام اولیاء اگرچہ وہ درجہ ولایت کی بلندترین منزل پر فائز ہو جائیں مگر ہرگز کبھی بھی کسی صحابی کے کمالاتِ ولایت تک نہیں پہنچ سکتے، صحابہ کرام وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''اگر میرا اُمتی پہاڑ کے برابر خرچ کرے اور میرا صحابی رائی کے دانے
کے برابر خرچ کرے تب بھی وہ اُمتی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا''۔

مزید فرمایا:

''میرے صحابی کا مقام یہ ہے کہ اسے دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی''۔

یہ وہ عظیم جماعت ہے جسکے لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں'' یہ وہ مقدس جماعت ہے جس میں عشرہ مبشرہ ہیں، جس میں خلفاء راشدین ہیں، یہ وہ جماعت ہے جس میں ایک سے بڑھ کر ایک ہیرے کی مانند شخصیات ہیں یہاں چند صحابہ کی کرامات کا ذکر کرتے ہیں تا کہ کرامات کے باب میں قرآن وحدیث، ائمہ اُمت کے اقوال کے علاوہ کراماتِ صحابہ بھی ذہن نشین رہیں۔

☆......کرامات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ......☆

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا، یہ اسلامی فوج روم کی لشکری طاقت کے مقابلے میں صفر کے برابر تھی مگر جب اس نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کا نعرہ لگایا تو کلمہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آگیا کہ پورا قلعہ مسمار ہو گیا، اسکی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہو گیا، بلاشبہ یہ امیر المومنین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بہت ہی شاندار کرامت ہے کیونکہ آپ نے اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر پہلے ہی فتح کی بشارت دے کر فوج کو جہاد کے لیے روانہ کیا تھا۔ (ازالۃ الخفاء حصہ:۲،ص:۴۰)

آپ کی دیگر کرامات کے لیے ملاحظہ کریں: تاریخ الخلفاء/بخاری جلد:۱ ،ص: ۵۰۲/تاریخ الخلفاء ص: ۵۷/ازالۃ الخفاء حصہ: ۲/ حجۃ اللہ جلد: ۲، ص: ۸۶۰/ ازالۃ الخفاء حصہ:۲،ص:۳۹۸/تاریخ الخلفاء ص: ۵۷/ ازالۃ الخفاء حصہ:۲،

ص: ۲۳،۶۰/تاریخ الخلفاء ص:۲۷/تفسیر کبیر جلد:۵،ص: ۴۷۸/تاریخ الخلفاء ص:۵۱/مدارج النبوۃ جلد:۲ص:۴۰۹ تا ص:۴۱۱/شواہد النبوۃ ص:۱۵۰،۱۵۳،۱۵۴/ شواہد الحق ص:۱۵۲،اور دیگر مقامات۔

☆......کرامات سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ......☆

آپ ایک مرتبہ ایک نیک صالح کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے فلاں! اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ'جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا اسکے لیے دو جنتیں ہیں'۔ اے نوجوان بتا تیرا قبر میں کیا حال ہے؟

اس نوجوانِ صالح نے قبر کے اندر سے آپ کا نام لے کر پکارا اور بآواز بلند دو مرتبہ جواب دیا کہ میرے رب نے یہ دونوں جنتیں مجھے عطا فرما دیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد:۲،ص:۸۶۰)

پتہ چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روحانی تصرف کا یہ عالم تھا کہ اہل قبور سے بھی ہم کلام ہوتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دیگر کرامات کے لیے رجوع کریں: مشکوۃ، باب الکرامات ص:۵۴۶/ حجۃ اللہ، جلد: ۲،ص:۸۶۰/تاریخ الخلفاء،ص:۸۵/ حجۃ اللہ، جلد: ۲،ص:۸۶۱/ ازالۃ الخفاء، حصہ:۲،ص:۱۲۶/تفسیر کبیر، جلد:۵،ص:۴۷۸/ بخاری، جلد:۱،ص:۱۸۶/ ازالۃ الخفاء، حصہ:۲،ص:۱۷۰،۱۲۹۔

☆......کرامات سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ......☆

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے منبر اقدس پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک بد نصیب اور خبیث النفس انسان جس کا نام جیجاہ غفاری تھا، کھڑا ہو گیا اور آپ کے دست مبارک سے عصا چھین کر اسکو توڑ ڈالا، آپ نے اپنے حلم و حیاء کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں

فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ قہار و جبار نے اپنے ولی کی بے ادبی اور گستاخی پر اسے یہ سزا دی کہ اسکے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اسکا ہاتھ گل سڑ گیا اور وہ یہ سزا پا کر ایک ہی سال کے اندر مر گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، جلد:۲، ص:۸۶۸/ تاریخ الخلفاء، ص:۱۱۲)

یہاں یہ بات پتہ چلی کہ اولیاء اگر کسی گستاخ کی گستاخی پر زبان سے بددعا نہ بھی کریں مگر قہر خداوندی سے گستاخ اولیاء کو سزا ضرور ملتی ہے۔ لہٰذا ہر انسان کو ایسی گستاخیوں سے توبہ کرنا چاہیے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دیگر کرامات کے لیے رجوع کریں: حجۃ اللہ علی العالمین، جلد:۲، ص:۸۶۲/ ازالۃ الخفاء حصہ:۲، ص:۲۲۷/ البدایہ والنہایہ، جلد:۷، ص:۱۸۲/ شواہد النبوۃ، ص:۱۵۸ ودیگر کتب۔

☆...... کرامات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ...... ☆

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آ گئی کہ سیلاب میں تمام فصل و کھیتیاں غرقاب ہو گئیں، لوگوں نے آپ کے دربار کو ہر بار میں فریاد کی، آپ فوراً ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک و عمامہ مقدسہ اور چادر مبارک زیب تن فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور آدمیوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن و امام حسین بھی تھے، آپ کے ساتھ چل دیے، آپ نے پل پر پہنچ کر اپنے عصاء سے نہر فرات کی طرف اشارہ کیا تو نہر کا پانی ایک گز تک اُتر گیا، پھر دوسری مرتبہ اشارہ کیا تو مزید کم ہو گیا، جب تیسری مرتبہ اشارہ کیا تو پانی اتنا کم ہو گیا کہ سیلاب ختم ہو گیا، اس کے بعد لوگوں نے شور مچا دیا کہ امیر المومنین بس کیجیے یہی کافی ہے۔ (شواہد النبوۃ، ص:۱۶۲) معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کو یہ قوت عطا کی جاتی ہے کہ جیسے وہ انسانی زندگیوں میں طوفان برپا کر دیتے ہیں ویسے ہی وہ بحر و بر کی طغیانی کو کم بھی کر دیتے ہیں بلکہ اللہ کے بندوں کی ضرورت کے موافق کر دیتے ہیں یہ کرامات اولیاء

میں سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دیگر کرامات جاننے کے لیے رجوع کریں: تاریخ الخلفاء/ ازالۃ الخفاء/ حجۃ اللہ علی العالمین، جلد:۲، ص:۸۶۳/ ازالۃ الخفاء حصہ:۲، ص:۲۷۳/ زرقانی، جلد:۲، ص:۲۳۰/ تفسیر کبیر، جلد۳، ص:۴۷۹/ شواہد النبوۃ، ص:۱۶۱، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۶۴ ودیگر کتب۔

اب ہم اپنے مرشد کریم حضور مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے حوالے سے احباب کرام کے مشاہدات میں آنے والی بعض کرامات کا ذکر کرتے ہیں:

لاہور کے برادر طریقت صوفی محمد عبد الستار طاہر مسعودی، محترم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری (کراچی) کے نام اپنے ایک برقی مراسلہ میں لکھتے ہیں کہ:

''۲۰ راپریل ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ عرس مسعودی (لاہور) کے حوالے سے آخری میٹنگ ہوئی۔ دوران گفتگو امیر بزم ارباب طریقت مظہریہ مسعودیہ لاہور پروفیسر حافظ قاری محمد رفیق مسعودی نقشبندی مجددی نے اپنا ایک واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ گزشتہ کسی میٹنگ سے فارغ ہو کر گھر کے لیے روانہ ہوا۔ ادھر مغلپورہ میں ہی میٹنگ تھی۔ ایک انڈر بائی پاس سے گزر رہا تھا کہ موٹر سائیکل کا پٹرول ختم ہو گیا۔ وقتی پریشانی لاحق ہوئی کہ کیا ہو گیا پھر خیال آیا کہ مرشد کریم آڑے وقت میں کسی کو تنہا نہیں چھوڑتے، اور پھر جو شخص ہمہ وقت درود شریف کا ورد رکھتا ہو اس کی بھی دستگیری فرمائی جاتی ہیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ حدیث پاک سنائی جس میں آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درود شریف پڑھنے پھر پڑھنے کی مقدار اور وقت کی قید سے مبرہ درود شریف پر ہمیشگی اور اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب و تحریک مذکورہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اپنی سوچوں میں انڈر پاس سے باہر نکل آیا۔ انڈر پاس سے نکل کچھ ہی دور گیا ہوں گا ایک

سفید ریش بزرگ نئی ھنڈا موٹر سائیکل پر میرے برابر آ گئے اور مجھے ایک طرف ہونے کے لیے بار بار کہنے لگے۔ پہلے تو میں ایک دم گھبرا گیا، بہر حال ان کے کہنے پر موٹر سائیکل ایک طرف کر کے کھڑی کی۔ وہ کہنے لگے ..... ''معاف کرنا، میں نے آپ کو موٹر سائیکل کو لیے پیدل چلتے دیکھا تو سمجھا کہ شاید پڑول ختم ہو گیا، میری موٹر سائیکل فل ہے اور یہ شاپر بھی میرے پاس ہے، اس میں جتنا چاہیے پیڑول لے لیں''۔ قاری صاحب نے بتلایا کہ میں نے جیسے تیسے آدھ پون لیٹر لے کر اپنی موٹر سائیکل میں ڈالا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے دعا کے لیے کہا کہ میں نے حج کو اپلائی کیا ہوا ہے میرے لیے دعا فرمائیں۔ قاری صاحب نے بتلایا کہ میرے دل سے ان کے لیے دعا نکلی۔ اور یہ سوچ کر باغ باغ ہو گیا کہ ابھی مرشد کریم کا دل میں خیال آیا ہی تھا کہ دستگیری کے اسباب ہو گئے''۔

صوفی صاحب موصوف مزید ایک اور واقعہ لکھتے ہیں کہ:

''حلقہ مغلپورہ لاہور سے تعلق رکھنے والے برادرم محمد الیاس مسعودی (م۔ ۲۰۱۳ء) عرصہ دراز سے کالے یرقان کے موذی مرض کا شکار تھے۔ اپریل (۲۰۱۳ء) کے پہلے عشرے میں ان کی حالت بہت بگڑ گئی چنانچہ انھیں ڈاکٹرز ہسپتال (جوہر ٹاون) میں داخل کروا دیا گیا۔ انتہائی نگہداشت وارڈ میں رکھا گیا۔ عام ملنے جلنے کی کم ہی اجازت تھی۔ آپ بھی اس میٹنگ میں شریک تھے، الیاس صاحب خود بتلاتے ہیں کہ ۱۸/اپریل کو میں خود بھی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ دیکھنے والے بتاتے تھے کہ بمشکل بچ سکو گا۔ لاغری اور ضعف بہت زیادہ تھا۔ رات کو قبلہ پیر صاحب (حضرت مسعود ملت) کی خواب میں زیارت ہوئی، آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں اور مجھ سے بار بار فرما رہے ہیں کہ یہاں کیا کر رہے ہو؟ چلو جاؤ یہاں سے! پھر

جب آنکھ کھلی تو کراچی سے حضرت صاحبزادہ صاحب (فرزند مسعود ملت) کا فون آ گیا۔ آپ نے حال احوال پوچھا، تسلی دی اور فرمایا 'میں ۲۲/اپریل کو لاہور پہنچ رہا ہوں، تمہیں ابھی کچھ نہیں ہو گا' میں نے ہنستے ہوئے عرض کیا کہ اب میں ۲۲/اپریل سے پہلے نہیں مروں گا ...... ادھر جیسے ہی خواب میں حضرت نے مجھے نکل جانے کا حکم فرمایا۔ مجھے ایسا لگا کہ میرے بدن میں جیسے نئی زندگی دوڑ گئی اور میں بھلا چنگا ہو گیا ہوں۔ صبح ڈاکٹر آئے، میرا چہرہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ میں نے سارا واقعہ بتلایا تو وہ کہنے لگے کہ گھر جانا چاہتے ہو، میں کہا کہ ہاں میں گھر جانا چاہتا ہوں۔ انھوں نے مجھے چھٹی دے دی اور آج آپ کے سامنے میٹنگ میں شریک ہوں''۔

(نوٹ: ۲۲/اپریل کی شب جب حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد لاہور تشریف لائے تو ڈاکٹر شیر محمد مسعودی صاحب کے ہاں استقبالیہ تقریب میں برادرم محمد الیاس مسعودی بھی حاضر ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اظہار مسرت فرمایا۔ اجل نے پھر مزید مہلت نہ دی۔ ۲۵/اپریل کو حالت بگڑ گئی تو پہلے شالامار ہسپتال لے جایا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹرز ہسپتال لے گئے، وہاں عصر کے وقت عالم فنا سے عالم بقا کو روانہ ہو گئے ...... اگلے روز صبح نو بجے صاحبزادہ صاحب نے دربڑے میاں میں نماز جنازہ پڑھائی ...... حق مغفرت کرے، عجب دلنواز شخص تھا)۔

مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی نے اپنے ایک مضمون ''کرامات حضرت مسعود ملت'' میں حضور مسعود ملت کی متعدد کرامات کا ذکر کیا ہے جنہیں ذیل میں ان ہی کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

''حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد قدس سرہ کی سب سے بڑی اور بین کرامت اتباع سنت نبوی ﷺ ہے انہوں نے اس دور میں ان سنتوں کو زندہ

رکھا جومتروک ہوچکی تھیں۔ آپ کی دوسری بڑی کرامت آپ کی استقامت ہے اور تیسری بڑی کرامت آپ کی علمی خدمات ہیں آپ نے دوسو برس کا کام صرف ساٹھ برس میں پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ منجملہ ان کرامات کے آپ کی چند کرامات درج ذیل ہیں۔

۱) فقیر نے اپنے مرشد کریم مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ کے حالات اور ملفوظات پر مبنی کتاب ''ملفوظات مظہری'' مرتب کی، بظاہر اس کتاب کے چھپوانے کے کوئی اسباب نہیں تھے، فقیر نے نیت کی کہ اگر یہ کتاب شائع ہوگی تو ساری کتابیں حضرت مسعود ملت قدس سرہ کو دونگا چنانچہ اسباب پیدا ہوتے چلے گئے اور فقیر کی پہلی کتاب ''ملفوظات مظہری'' منظر عام پر آگئی۔ فقیر نے حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ فقیر نے نیت کی تھی کہ اگر یہ کتاب شائع ہوگئی تو ساری کتابیں آپ کو نذر کردونگا چنانچہ کتابیں حاضر ہیں۔ حضرت مسعود ملت قدس سرہ نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا یہ کتابیں آپ اپنے پاس رکھیں جب مجھے ضرورت ہوگی تو آپ سے لے لوں گا۔

۲) حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی مہمان آتا تو اس کی تواضع ضرور فرماتے، ایک مرتبہ نماز عصر کے بعد فقیر کی اہلیہ نے کہا کہ آپ چائے پیتے جائیں۔ فقیر نے جواب دیا کہ میں چائے حضرت صاحب کے گھر پیوں گا، اہلیہ نے کہا کہ ضروری نہیں کہ حضرت صاحب آپ کو چائے پلائیں، وہ شربت بھی پلا سکتے ہیں۔ چنانچہ فقیر حضرت مسعود ملت قدس سرہ کے آستانہ پر حاضر ہوا، چند لمحے کے بعد دریافت فرمایا کہ کہاں سے تشریف لارہے ہیں؟ فقیر نے عرض کیا گھر سے آرہا ہوں۔ حضرت مسعود ملت قدس سرہ نے تبسم فرمایا اور فرمایا ''اچھا تو آپ کو چائے پلائی جائے''۔ اس کے بعد فقیر نے حضرت مسعود ملت قدس سرہ کو پورا واقعہ سنایا۔

۳) حضرت مسعود ملت قدس سرہ نے جب پہلا فریضہ حج ادا فرمایا واپسی پر فقیر سے فرمایا کہ عنقریب آپ کی بھی حاضری ہوگی۔ چنانچہ چند ماہ بعد فقیر کی حاضری کے اسباب بنتے چلے گئے اور فقیر حرم شریف اور حرم مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوکر سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اسی طرح جب حضرت مسعود ملت نے سرہند شریف میں پہلی مرتبہ روضۂ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں حاضری دی تو واپسی پر فرمایا آپ کی بھی سرہند شریف میں جلد حاضری ہوگی، چنانچہ چند ماہ بعد فقیر دہلی حاضر ہوا اور دو تین روز میں سرہند شریف کا ویزہ حاصل کرکے روضۂ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوگیا، فقیر نے جب ان کرامات کا ذکر حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد صاحب سے کیا تو انہوں نے فرمایا ''پہلے مرشد پھر خلیفہ...... پہلے مرشد پھر خلیفہ''۔

۴) ۱۹۸۵ء میں حضرت مسعود ملت قدس سرہ کا قیام اندرون سندھ میں تھا انہوں نے فقیر کے لیے جس روز خلافت نامہ تحریر فرمایا اسی روز رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حیدرآباد حاضر ہوا ہے اور حضرت قبلہ مفتی محمد محمود الوری قدس سرہ جو اس وقت حیات تھے فقیر کو اپنے ہاتھوں سے قلاقند کھلا رہے ہیں۔ فقیر کے قلب میں اس خواب کی یہ تعبیر آئی کہ کوئی باطنی نعمت حاصل ہوگی چنانچہ فقیر نے دوسرے دن اپنا خواب بتانے کے لیے حضرت مسعود ملت قدس سرہ کو فون کیا۔ حضرت مسعود ملت نے خواب سننے سے پہلے ہی فرمایا فقیر نے آپ کو اجازت وخلافت دے دی ہے میرا خط چند روز میں آپ کو موصول ہو جائے گا۔ اس کے بعد فقیر کا خواب سنا تو فرمایا اس خواب میں اسی اجازت وخلافت کی بشارت ہے۔ حضرت مسعود ملت قدس سرہ سے دوران گفتگو فقیر یہ محسوس کرتا رہا کہ وہ ناقص ہے اور اجازت وخلافت عطا ہوگئی۔ حضرت

مسعودملت قدس سرہ نے فقیر کے قلبی خطرات کو کرامت کے طور پر محسوس کیا اور فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بعض طالبین طریقت کو تربیت کے دوران اجازت وخلافت دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ جب کوئی کامل کسی ناقص کو اجازت وخلافت دیتا ہے تو وہ ناقص بھی اس کی باطنی توجہ سے کامل ہوجاتا ہے۔

۵) تقریباً پچیس برس پہلے حضرت مسعودملت قدس سرہ نے اپنے قلم سے کچھ تحریر فرمایا اور فقیر سے فرمایا کہ آپ اس میں اضافہ کر کے اپنے نام سے شائع کردیں۔ فقیر ادب کے طور پر خاموش رہا اور حضرت کی تحریر میں تصرف کرنا اور اضافہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چند دنوں بعد حضرت مسعودملت کا خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا ''فقیر اپنی تحریر آپ کو ھبہ کررہا ہے جبکہ ھبہ میں تصرف جائز ہے''۔

۶) ۱۹۹۸ء میں فقیر کو دوسری بار ہارٹ اٹیک ہوا۔ اس کے بعد فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسعودملت قدس سرہ فقیر کو دہلی لے گئے اور حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ ان کو دوسری بار ہارٹ اٹیک ہوا ہے آپ توجہ فرمائیں۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے اپنے فرزند اصغر حضرت ڈاکٹر محمد سعید احمد صاحب سے فرمایا ''سعید میاں ان کو دیکھو'' ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے فقیر کے قلب کو ایک پتلی چھڑی سے چاک کیا پانچ ٹہنیاں برآمد ہوئیں دو ٹہنیاں کھل رہی تھیں اور ایک آدھی کھل رہی تھی اور دو مرجھائی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے چھڑی کی نوک سے اس ٹہنی پر جو آدھی کھل رہی تھی خون کا منجمد دھبہ صاف کیا وہ ٹہنی بھی کھلنے لگے پھر فقیر کے قلب کو بند کردیا گویا روحانی بائی پاس کردیا۔ چند دنوں کے بعد فقیر کی انجیوگرافی کی تیاری ہوئی، فقیر نے گھر والوں کو بتایا کہ انجیوگرافی میں فقیر کی دو شریانیں بند ہونگی جب کہ تین مین شریانیں صحیح ہونگی کیونکہ

حضرت مسعودملت قدس سرہ فقیر کو دہلی لے گئے تھے وہاں فقیر کا روحانی بائی پاس ہوا ہے اور دو شریانیں بند ہیں جب کہ تین شریانیں محفوظ ہیں۔ جب انجیوگرافی کی رپورٹ آئی تو فقیر کی دو شریانیں بند تھیں، رات کو حضرت مسعودملت قدس سرہ کا فون آیا اور دریافت فرمایا آپ کی انجیوگرافی کی کیا رپورٹ ہے۔ فقیر نے عرض کیا دو شریانیں بند ہیں تو جلال سے فرمایا ''بند ہیں تو کیا ہوا دوبارہ کھل بھی سکتی ہیں'' چنانچہ جب انجیوگرافی کی رپورٹ ماہر امراض قلب ڈاکٹر عبدالحق کو دکھائی گئی تو کہنے لگے کہ آپ کو بائی پاس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ کا بائی پاس اللہ نے کردیا ہے اللہ نے بند شریانوں کے آس پاس دو متوازی لائنیں بنادی ہیں جو مین شریانوں کو خون سپلائی کررہی ہیں اس طرح حضرت مسعودملت قدس سرہ کی کرامت کا ظہور ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ شریانیں بند ہیں تو کیا ہوا دوبارہ کھل بھی سکتی ہیں۔

۷) ۱۹۹۲ء میں فقیر کے والد ماجد جناب عبدالستار مظہری شدید علیل ہوگئے اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ یہ چند گھنٹوں کے مہمان ہیں۔ فقیر حضرت مسعودملت قدس سرہ کے پاس لے گیا، حضرت مسعودملت قدس سرہ نے والد صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور توجہ فرمائی اس کے بعد تعویز عنایت فرمایا۔ والد صاحب جو ہارٹ فیلیر کی وجہ سے نابینا ہوگئے تھے، ان کی بینائی واپس آگئی اور وہ روبصحت ہوکر چند دنوں میں گھر آگئے اور اس کے بعد تقریباً ۱۷ برس حیات رہے۔

۸) سجادہ نشین آستانہ عالیہ مظہریہ شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد صاحب نے ایک مرتبہ ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ'' آپ کو دادا ابا (مفتی اعظم) نے بنایا ہے اور چچا جان (مسعودملت) نے چمکایا ہے پھر فرمایا کہ آپ چچا جان کے ہم شکل ہونے کی وجہ سے ان کی زندہ اور بین کرامت ہیں۔

۹) ۱۹۸۷ء میں فقیر دہلی حاضر ہوا مسجد فتح پوری میں حاضر ہو کر حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا۔ چند لمحے بعد فرمایا آپ میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ والی کرامت نظر آرہی ہے جس طرح خواجہ باقی باللہ نے ایک نان بائی کو اپنا ہم شکل بنا دیا تھا اسی طرح چچا جان نے آپ کو اپنا ہم شکل بنا کر اپنے رنگ میں رنگ دیا ہے۔

۱۰) خانوادہ عالیہ مسعودیہ مظہریہ کو سلب امراض کا ملکہ حاصل ہے فقیر جب حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اکثر اپنے قلب میں بوجھ محسوس کرتا تو حضرت مسعود ملت باطنی توجہ سے وہ تکلیف اور بوجھ سلب فرمالیا کرتے تھے اور فقیر خود کو ہشاش بشاش اور ہلکا محسوس کرتا تھا۔

۱۱) حضرت مسعود ملت نے فقیر کی پہلی کتاب ''ملفوظات مظہری'' میں بڑی محبت اور دل بستگی کے ساتھ فقیر کا تعارف تحریر فرمایا تھا جس کے آخر میں فقیر کو علم میں برکت کی دعا سے سرفراز فرمایا تھا۔ یہ دعا نہ صرف بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئی بلکہ صرف ۲۳ رسال کے عرصہ میں فقیر کی پچاس سے زائد تصانیف/تالیفات منظر عام پر آئیں۔ یہ اس دعا کی بین کرامت تھی۔

۱۲) فقیر کا یہ دستور تھا کہ جو بھی کتاب تصنیف یا تالیف کرتا اس کی اصلاح اور نظر ثانی کے لیے حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی خدمت میں پیش کرتا تھا حضرت مسعود ملت قدس سرہ اس کی اصلاح فرماتے اور بعض ضروری ہدایات بھی دیتے تھے۔ ایک مرتبہ فقیر نے ایک کتاب تصنیف کی اور موقع محل کے حساب سے یہ مشہور شعر بھی تحریر کیا

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزار سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

حضرت مسعود ملت قدس سرہ اس کتاب کو مطالعہ فرماتے رہے اور بار بار اسی صفحہ کو کھول کر اس صفحہ کا مضمون اور مندرجہ بالا شعر مطالعہ فرماتے، جب حضرت مسعود ملت قدس سرہ نے تین مرتبہ ایسا کیا تو حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی کرامت کے طور پر فقیر کے دل میں آیا کہ حضرت مسعود ملت قدس سرہ اس شعر کو پسند نہیں فرما رہے حالانکہ نفس مضمون کے اعتبار سے یہ شعر مناسب لگ رہا تھا چنانچہ فقیر کے دل میں یہ خیال آتے ہی کہ حضرت مسعود ملت قدس سرہ یہ شعر پسند نہیں فرما رہے فقیر نے عرض کیا ''حضرت اگر آپ فرمائیں تو یہ شعر نکال دوں'' حضرت مسعود ملت قدس سرہ نے برجستہ فرمایا ''نکال دیں، نکال دیں، فوراً نکال دیں'' چنانچہ یہ شعر کتاب میں سے نکال دیا گیا اور حضرت مسعود ملت قدس سرہ نے اسی مناسبت سے دوسرا شعر تحریر کرا دیا۔

۱۳) ۱۹۸۷ء میں فقیر لاہور کے دورہ پر تھا، لاہور میں حضرت مفتی اعظم اور حضرت مسعود ملت قدس سرہ کے بکثرت مریدین ہیں، انہی مریدین میں برادرم لیاقت علی مسعودی مرحوم بھی تھے۔ برادرم لیاقت علی مسعودی کے ساتھ لاہور کے مضافات میں کائنہ نو جانے کا پروگرام بنا، اس سفر میں برادرم عبد السلام مظہری بھی فقیر کے ساتھ تھے۔ کائنہ نو میں حضرت شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ کے خلیفہ مولانا محمد الیاس زیدی مظہری کا قیام تھا۔ راستہ میں برادرم لیاقت علی مسعودی کی گاڑی کئی بار خراب ہوئی۔ کائنہ نو سے واپسی پر ان کی گاڑی ایک مقام پر آکر رک گئی اور کسی طرح سے اسٹارٹ نہ ہوئی۔ برادرم لیاقت علی مسعودی نے فقیر سے فرمایا کہ خصوصی توجہ اور دعا کی جائے۔ فقیر نے حضرت مسعود ملت کی طرف توجہ کر کے عرض کیا کہ آپ کے فرزند طریقت لیاقت علی مسعودی کی گاڑی خراب ہوگئی ہے، لاہور تک جانا ہے آپ توجہ فرمائیں۔ چند ہی لمحے بعد ان کی گاڑی اسٹارٹ ہوگئی اور لاہور تک پہنچ گئی۔ اس پر فقیر نے عرض

کیا کہ آپ کی گاڑی آپ کے مرشد کریم حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی توجہ اور کرامت سے اسٹارٹ ہوئی ہے کیونکہ فقیر نے ان کی طرف متوجہ ہو کر آپ کی گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کے لیے عرض کیا تھا۔

۱۴) حضرت مسعود ملت قدس سرہ نے ایک مرتبہ فقیر سے فرمایا جب کوئی مرید حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ کی دعوت کرتا تو حضرت مفتی اعظم سواری اس کے ذمہ لگاتے تھے اس میں ضرور کوئی حکمت ہوگی۔ آپ اس پر غور کریں۔ کچھ عرصے بعد فقیر دہلی حاضر ہوا اور نماز عشاء کے بعد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ کی قبر شریف پر حاضر ہوا اور اس معاملے کو آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ حضرت یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ نے سواری کا ذمہ میزبان پر کیوں رکھا ہے اس کے بعد فقیر مراقب ہو گیا اور چند ہی منٹوں میں فقیر کے قلب پر مفتی اعظم کی طرف سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو سفر معراج پر بلایا تو آپ ﷺ کے لیے براق کو بھیج کر سواری کا انتظام فرمایا۔ اس طرح وہ حکمت سامنے آ گئی جس کا اظہار حضرت مسعود ملت قدس سرہ نے کیا تھا اور فرمایا تھا کہ سواری کا میزبان کے ذمہ رکھنے میں ضرور کوئی حکمت ہے۔ بیشک یہ حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی کرامت برائے مفتی اعظم ہے۔

۱۵) حضرت مسعود ملت قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کی بکثرت کرامات ظہور میں آئیں۔ فقیر کو مکتوبات امام ربانی میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے جو ارشادات تشریح طلب ہوتے فقیر حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کرتا اور فقیر کی علمی مشکل کشائی ہو جاتی۔ حضرت مسعود ملت قدس سرہ کی طرف سے فقیر کے قلب پر نہ صرف ان ارشادات کی تشریح ظاہر ہوتی بلکہ بعض اسرار

و معارف بھی ظاہر ہوتے تھے۔ الحمد للہ جس طرح حضرت مسعود ملت قدس سرہ اپنی حیات طیبہ میں فقیر کی علمی و روحانی رہنمائی فرماتے تھے اب وصال کے بعد بھی اپنی قبر شریف سے فقیر کی علمی و روحانی رہنمائی فرما رہے ہیں''۔

محترم شاہد احمد خان مسعودی (لاہور) نے ہماری درخواست پر اپنے بعض مشاہدات تحریر کر کے ارسال فرمائے ہیں جو کہ انہی کے الفاظ میں پیش کیے جاتے ہیں:

''حضرت قبلہ مخدومی مولائی مرشدی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ میں ایک جہاں آباد تھا۔ آپ اس جدید دور کے مسائل کے بہترین نبض شناس تھے۔ آپکی منور زندگی کا مقصد لوگوں کو اپنے خالق حقیقی، اسکے محبوب کریم ﷺ اور انکے محبوبوں کی شان اور تعلیمات سے روشناس کرا کر ان کو انسانیت کی معراج پر پہنچانا تھا۔ آپکی عظیم ترین کرامت لوگوں کے قلوب کا تزکیہ کرنا، انکو عشق الٰہی اور عشق رسول ﷺ سے مزین کرنا اور لوگوں کے مابین محبت، اخوت اور صلہ رحمی جیسی مثالی صفات کا فروغ عطا کرنا تھا۔ احقر اور احقر کے عزیز و اقارب کی زندگیوں پر قبلہ حضرت صاحب کے جتنے احسانات اور کرم نوازیاں ہیں انکو شمار میں نہیں لایا جا سکتا۔ احقر اپنے مرشد کریم کی شفقتوں اور مہربانیوں کا عمر بھر شکر ادا کرتا رہے پھر بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ناچیز چند ایک محیر العقول اور نہ بھولنے والے واقعات کو تحریر کرتا ہے تاکہ مرشد کریم کی زندگی کے چند پہلوؤں سے روشنی حاصل کر کے ہم سب اپنے دلوں کو منور کر سکیں۔ علامہ محمود علی مسعودی صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔

۱) احقر نے ۱۹۹۳ء میں M.A انگلش کرنے کے لیے F.C کالج لاہور میں داخلہ لیا لیکن پڑھائی کے لیے دل نہیں لگتا تھا اور یکسوئی حاصل نہیں ہوتی تھی۔

حضرت کو خط لکھ کر اپنا مسئلہ بیان کیا اور عرض کی کہ حضرت میں M.A انگلش بھی کرنا چاہتا ہوں اور پھر آگے چل کر مقابلہ کا امتحان بھی پاس کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے جواباً تحریر فرمایا کہ ان شاء اللہ آپ M.A انگلش بھی کریں گے اور مقابلے کے امتحان میں بھی کامیاب ہونگے۔ حضرت کا خط پڑھتے ہی چند دن بعد ہونے والے امتحان کی اچھی تیاری کی اور بعد ازاں دونوں امتحانات میں کامیابی حاصل کی بلکہ مقابلے کے امتحان میں پورے صوبے پنجاب میں امتیاز حاصل کیا۔

۲) مورخہ ۱۹ر ستمبر ۲۰۰۵ء کو احقر عرس شریف میں شرکت کے لیے کراچی حاضر ہوا۔ حضرت صاحب نے نہایت کرم نوازی فرمائی، عرس میں شرکت کے بعد بذریعہ جہاز لاہور پہنچا۔ محترم صوفی عبد الستار طاہر صاحب نے فون پر رابطہ کیا اور پوچھا کہ آپکے ہاتھ حضرت نے کچھ چیزیں بھجوائی ہیں؟ تو میں نے انہیں جواب دیا کہ انہوں نے تو مجھے کچھ نہیں دیا آپکو دینے کے لیے۔ اس پر عبد الستار طاہر صاحب نے بتایا کہ حضرت نے انہیں مورخہ ۱۸ر ستمبر کو خط لکھا ہے جس میں قبلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ شاہد صاحب کے ذریعے خطوط، پروف وغیرہ بھجوا رہے ہیں۔ جب احقر نے انکی یہ بات سنی تو حیران رہ گیا اور یہ بات ذہن میں آئی کہ حضرت صاحب کا لکھا ہوا غلط نہیں ہوسکتا، اچانک جب دماغ کو ٹٹولا تو یاد آیا کہ کراچی میں روانگی سے پہلے پیر بھائی ملک سعید صاحب نے مجھے کہا تھا کہ انکے پاس سامان زیادہ ہے لہٰذا چونکہ احقر بذریعہ جہاز جا رہا تھا اور میرے پاس سامان بھی کم تھا لہٰذا انکا ایک بیگ احقر لے جائے جو بعد میں وہ مجھ سے لاہور پہنچ کر وصول کرلیں گے۔ اس پر میں نے ملک سعید صاحب سے بذریعہ فون معلوم کیا تو انہوں نے بتایا وہ چیزیں خطوط، پروف وغیرہ اسی بیگ میں موجود ہیں اور ملک سعید صاحب کو یہ نہیں پتہ تھا کہ مذکورہ اشیاء وہ میرے ذریعے بھجوائی

جانی تھیں۔ بعد ازاں میں نے وہ چیزیں عبد الستار طاہر صاحب کے حوالے کردیں۔

۳) سال ۲۰۰۵ء کی بات ہے کہ احقر کے ایک دوست ظفر مغل جو ڈیفنس میں رہتے ہیں۔ کافی خوشحال ہیں۔ انکی شادی کو تقریباً ۱۴ر یا ۱۵ر سال گزر گئے تھے لیکن باوجود اس کے کہ بہت سے علاج اور دعائیں کرائیں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک روز حضرت صاحب نے احقر کے غریب خانہ پر تشریف لانا تھا۔ وہ بھی وہیں موجود تھے۔ میں نے حضرت صاحب سے انکی اولاد کے لیے دعا فرمانے کے لیے عرض کی۔ آپ نے دعا فرمادی۔ تقریباً دس ماہ بعد ہی ۲۶ر رمضان المبارک بروز پیر کو اللہ تعالیٰ نے ظفر مغل صاحب کی دو جڑواں صاحبزادیوں سے نوازا۔

۴) اپریل ۲۰۰۶ء میں احقر اپنی اہلیہ کے ساتھ جناب سید محمد طاہر صاحب کے صاحبزادے رضوان صاحب کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے لیے اسلام آباد حاضر ہوا سید طاہر صاحب کے گھر قبلہ حضرت صاحب کی زیارت کی۔ ہمارا پروگرام تھا کہ آج ولیمہ میں شرکت کرکے کل اسلام آباد اور مری کی سیر کریں گے۔ روانہ ہوتے وقت میں نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ کل آنا ہو تو کس وقت حاضر ہوں؟ تو آپ نے پانچ بجے کا وقت دیا مری سے واپسی کے واقت اہلیہ نے کہا کہ کافی دیر ہوجائے گی لہٰذا سیدھا لاہور چلتے ہیں۔ اس صورت میں حضرت صاحب کو مطلع کرنا ضروری تھا۔ میں نے سید طاہر صاحب کو فون کیا کہ ہمیں لاہور جلدی جانا ہوگا لہٰذا حضرت صاحب سے عرض کریں کہ ہم ان کے ہاں نہیں آسکیں گے۔ واپسی پر موٹروے کا لاہور جانے کا راستہ پوچھتے ہوئے موٹروے پہنچ کر سفر شروع کردیا۔ کافی سفر کرنے کے بعد جب موٹروے پر لگے بورڈ پر نظر پڑی تو اوپر پشاور جانے کے راستہ کا نشان لگا ہوا تھا۔ میں نے فوراً گاڑی روکی۔ ہمارا کافی وقت ضائع ہوگیا۔ وہاں

سے لاہور کی طرف گاڑی موڑی اور شرمندگی سے استغفر اللہ کا ورد کرتے ہوئے لاہور پہنچے اور پشیمان ہوئے کہ اگر حضرت صاحب کے ہاں حاضری ہو جاتی تو وقت بھی ضائع نہ ہوتا اور یہ تکلیف بھی پیش نہ آتی۔

۵) نومبر ۲۰۰۶ء میں حضرت صاحب آخری دفعہ لاہور تشریف لائے۔ گھر میں منعقدہ محفل کو رونق بخشی اور تقریر فرمائی۔ کچھ سالوں سے احقر کی خواہش تھی کہ والد محترم بھی حضرت سے بیعت حاصل کرلیں وہ خود بھی حضرت سے کافی محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور میں بھی انہیں عرض کرتا رہتا تھا۔ ایک دن والد صاحب نے مجھے کہا کہ اچھا میں حضرت صاحب سے اس صورت میں بیعت ہوں گا اگر وہ میرے خواب میں تشریف لائیں۔ اس پر احقر نے فوراً کہا کہ وہ آپ کے خواب میں بھی ضرور تشریف لائیں گے۔ کچھ عرصہ ہوا اور والد صاحب نے مجھے بتایا کہ انھوں نے خواب دیکھا ہے جس میں جاوید اقبال مظہری صاحب اور قبلہ حضرت صاحب موجود تھے اور میں نے دعا کروانا چاہی تو مظہری صاحب نے حضرت صاحب کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے دعا کروائیں۔ لہٰذا نومبر ۲۰۰۶ء میں گھر میں ہونے والی محفل کے بعد والد صاحب نے حضرت صاحب سے شرف بیعت حاصل کرلیا۔ بیعت کے بعد حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ اب تو آپ کی خوشی پوری ہوگئی۔ سبحان اللہ، حضرت صاحب نے تو احقر پر اپنی عنایات اور محبتوں کی بارش ہی کردی۔

دل میں ایک اور خواہش رہ گئی تھی کہ میرے دوست عمران سعید صاحب بھی حضرت صاحب کے حلقہ بیعت میں شامل ہو جائیں تو ہمارا آپس کا تعلق مزید مضبوط ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت صاحب کی روانگی کے وقت لاہور ائرپورٹ پر عمران سعید صاحب نے خود ہی بیعت ہونے کا ارادہ ظاہر کردیا اور حضرت صاحب کی کمال

شفقت تھی کہ آپ نے انہیں ائرپورٹ کے لاؤنج میں ہی بیعت فرما کر میری دلی خواہش پوری فرمادی۔ حضرت صاحب کے لاہور کے آخری دورہ کے دوران جس جس شخص نے آپ سے جو جو دعا کروائی وہ دعا پوری ہو کر رہی۔ حضرت صاحب سب ہی کو نواز کر گئے، کسی کو محروم نہ فرمایا''۔ ماشاء اللہ

پیش نظر رسالہ ''جمالِ مسعود'' واقعاتِ کراماتِ مسعودِ ملت کی جمع و تدوین کی اُسی کڑی کا سلسلہ ہے جو احقر نے برادرم اقبال احمد اختر القادری کے علمی تعاون سے شروع کر رکھا ہے، اس قبلا یک رسالہ ''کمالِ مسعود'' شائع کیا جاچکا ہے۔ ان شاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا' میری تمام برادران طریقت اور حضور مسعودِ ملت سے وابستہ تمام حضرات سے گزارش ہے کہ اگر ان کے پاس حضور مسعودِ ملت کی ایسی یادیں ہوں تو وہ برائے کرم اس کتاب پر دیے گئے پتے پر مجھے یا برادرم اقبال احمد اختر القادری کو بذریعہ ای۔میل mothereilmi@yahoo.com پر ارسال کردیں تا کہ ان سب واقعات کو یکجا کتابی صورت میں شائع کیا جاسکے۔ آخر میں مولانا جاوید اقبال مظہری، جناب شاہد احمد خان مسعودی اور صوفی عبد الستار طاہر صاحب کا نہایت ممنون ہوں کہ ان حضرات نے اپنے مشاہدات سے نوازا۔ ساتھ ہی برادرم اقبال احمد اختر القادری کے علمی تعاون پر بھی ممنون ہوں ...... دعا فرمائیں اللہ رب العزت میری اس حقیری کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمود علی مسعودی

(چیئرمین: انصار اکیڈمی' کراچی)

مولانا محمود علی مسعودی کی دیگر کتب

محافل میلاد کا انعقاد کیوں؟

میلاد منانا کیسا؟

رمضان المبارک کے فضائل

امام ربانی اور مسلک اہلسنت

ایصالِ ثواب

پاسبان مسلک اہل سنت

مسعود ملت بحیثیت ایک عظیم شیخ مجدد

مسعود ملت کی دینی و علمی خدمات

کمالِ مسعود

مسعود ملت بحیثیت شارح امام ربانی؟

ملنے کا پتہ : **انصار اکیڈمی** جامعہ غوثیہ قادریہ جامع مسجد گیلان آباد، کھوکھراپار، ملیر، کراچی